فقہ حنفی کی اُمہات الکتب کا تعارف۔ تحقیقی مطالعہ
(THE PRIMARY SOURCES OF HANFIZ JURISTIC SCHOOL)

Hafiz Khalid Mahmood
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract: This is natural that every school of thought is built on some distinctive opinions & views and in debates and discussions some primary books of each school of thought are referred and cited. Foundation of Hanafi juristic school has been raised on its fundamental books written by eminent ancient jurists. Six famous books of Imam Muhammad that are called Kutub Zahir al-Riwayah are considered basic monographs. The other books includes al-Mabsut by al-Sarkhasi, Bidai al-Sanai fi tartib al-sharai by Kasani, Al-hidayah by Al-Marghinani, Tanvir al-Absar by al-Tumartashi. The article provides biographical information of each jurist. Each book has been appraised critically. The review of each book contains comments on methodology of the book and reflection of its contents. The article has been written in analytical mode.

Keywords: Hanafi Juristic, Kutub Zahir al-Riwayah, Al-Mabsoot.

کتب ظاہر الروایۃ:

(الجامع الکبیر، الجامع الصغیر ، السیر الکبیر، السیر الصغیر، الزیادات، المبسوط)

تعارفِ مصنّف:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ، نام محمد ، والد کا نام حسن اور دادا کا نام فرقد ہے اور شیبانی نسبت ہے، آپ کا اصل مسکن جزیرۂ شام ہے ، آپ کی ولادت ۱۳۲ھ /۷۴۸ء میں شہر "واسط" میں ہوئی۔ آپ کا خاندان مستقل طور پر کوفہ منتقل ہوگیا تھا جہاں آپ کی تعلیم وتربیت اور نشوونما ہوئی (۱)

تحصیل علم:

جب آپ کی عمر چودہ برس کی تھی، آپ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکتساب فیض کیا، چار برس تک امام صاحبؒ کی خدمت میں رہے۔ بعد ازاں امام ابویوسفؒ سے تکمیل کی (۲) نیز آپ نے مسعر بن کدامؒ، اوزاعیؒ، سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ وغیرہ سے بھی علم حدیث میں استفادہ کیا(۳)۔ حتی کہ

بالآخرآپ باتفاق اہل علم فقہ کے بلند پایہ امام، تفسیر وحدیث کے حاذق وماہر اور لغت وادب کے نازش روزگار مسلّم شخصیت بن کر ابھرے۔

امام محمدؒ خود فرماتے ہیں کہ ''مجھے آبائی ترکہ میں سے تیس ہزار درہم یادینار ملے تھے، جن میں سے آدھے میں نے لغت وشعرکی تحصیل میں صرف کئے اور آدھے فقہ وحدیث کی تحصیل میں صرف کردیئے'' (۴)

شیوخ واساتذہ:

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے علمائے کوفہ کے علاوہ ،مکہ مکرّمہ، مدینہ منورہ ،بصرہ، شام ، واسط، خراسان اور یمامہ وغیرہ کے سینکڑوں ائمہ ومشائخ سے علمی استفادہ کیا ہے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:-

اہل کوفہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ ، امام ابویوسفؒ ، امام زفرؒ، سفیان ثوریؒ، مسعر بن کدامؒ مالک بن مغولؒ حسن بن عمارہ ؒ وغیرہ۔ اہلِ مدینہ میں سے امام مالکؒ، ابراہیمؒ، ضحّاک وغیرہ اہل مکہ میں سے سفیان بن عیینہؒ ، طلحہ بن عمرو، زمعہ بن صالحؒ، اہل بصرہ میں سے ابوالعوامؒ وغیرہ۔ اہلِ واسط میں سے عباد بن العوامؒ، شعبہ بن الحجاجؒ، ابومالک عبدالملک نخعیؒ۔ اہل شام میں سے ابوعمرو عبدالرحمن اوزاعیؒ وغیرہ۔ اہلِ خراسان میں سے عبداللہ بن مبارکؒ، اہل یمامہ میں سے ایوب بن عتبہ التمیمیؒ وغیرہ۔(۵)

درس وتدریس:

امام محمدؒ نے بیس برس کی عمر میں تدریسی خدمات انجام دینا شروع کردی تھیں اور اپنے چشمۂ علم سے ہزاروں تشنگانِ علم کو سیراب کیا۔ جب آپ کوفہ میں مؤطا کا درس دیتے تھے تو اس کثرت سے لوگوں کی آمد ہوتی کہ راستے مسدود ہوجایا کرتے تھے۔ اس کے پیش نظر سعدون مالکیؒ نے کہا تھا۔

وممّا بہ اہل الحجاز تفاخروا ان الموطأ فی العراق محب(۶)

"اہلِ حجاز کو جن امور پر فخر حاصل ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ موطا عراق میں محبوب ہے"

تفقہ واستنباط:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کے ہاں رات کو قیام کیا اور صبح تک نماز پڑھتا رہا، لیکن امام محمدؒ، رات بھر لیٹے رہے اور صبح ہونے پر بغیر تجدیدِ وضو کے نمازِ فجر ادا کرلی۔ مجھے یہ بات کھٹکی تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا! آپ نے فرمایا کہ آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں سوگیا تھا، ایسا نہیں تھا، بلکہ میں نے کتاب اللہ سے تقریباً ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے۔ پس آپ نے تو اپنی ذات کے لئے عمل کیا اور میں نے پوری امّت کے لئے"۔

اصحاب وتلامذہ:

امام محمدؒ کے اصحاب وتلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہت سے اکابر کے نام علامہ زاہد الکوثریؒ نے بلوغ الامانی میں درج کئے ہیں۔ چند اخصّ تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں :ا-بوحفص کبیر احمد بن حفص العجلیؒ ان سے امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب کا فقہ حاصل کیا ہے۔ ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان الجوزجانیؒ ، ان سے صحاح ستّہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پہنچا۔ ابوعبید قاسم بن سلام الہرویؒ، معلّی بن منصورؒ، علی بن معبدؒ ، جامع کبیر اور جامع صغیر کے رواۃ میں سے ہیں اور مؤلفین صحاحِ ستہ کے شیخ ہیں ، موسیٰ بن نصیر الرازی، محمد بن سمّاعہؒ، محمد بن مقاتل الرازیؒ ، شیخ ابن جریرؒ، یحییٰ بن معینؒ الغطفالی، جرح وتعدیل کے مشہور امام ہیں ابوزکریا یحیٰ بن صالح، ابوجعفرعلی بن صالح الجرجانیؒ، شعیب بن سلیمان الکیسانیؒ، ابراہیم بن رستمؒ، ہشام بن عبیداللہؒ، عیسی بن ابانؒ، شدّاد بن حکیمؒ وغیرہ-(۷)

امام محمدؒ کے اخصّ الخواص تلامذہ میں اسد بن الفرات (۲۱۳ھ) بھی ہیں، جن کی امام محمدؒ نے خصوصی اوقات میں تعلیم وتربیت کی ہے،ساری ساری رات ان کو تنہا لے کر بیٹھتے پڑھاتے اور مالی امدادبھی کرتے تھے۔

اسد بن الفراتؒ نے امام محمدؒ سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسائل اور ابن القاسمؒ سے امامِ مالکؒ کے مسائل حاصل کرکے ساٹھ کتابوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا، جس کا نام "اسدیہ" رکھا۔ علمائے مصر نے اس کی نقل لینا چاہی اور قاضی مصرکے ذریعہ سفارش کی تو آپ نے اس کی اجازت دےدی، اور چمڑے کے تین سو ٹکڑوں پر اس کی نقل تیار ہوئی جو ابن القاسمؒ کے پاس رہی، المدوّنۃ نسخوں کی اصل بھی یہی "اسدیہ"ہے۔ (۸)امام محمدؒ کے دوسرے خصوصی تلمیذِ رشیدامام شافعیؒ ہیں، جن کو عام اوقات درس کے علاوہ بھی امامِ محمدؒنے خاص طور پر تعلیم دی ہے اور کئی قسم کے احسانات سے نوازا ہے۔ آپ نے امام محمد سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا ہے-(۹)۔

وفات:

۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون الرشید سفر پر روانہ ہوا اور مقام"رے" پر پڑاؤ ڈالا، اس سفر میں اس کے ہمراہ دو عظیم امام بھی تھے، ایک ابوالحسن علی بن حمزہ الکسائی النحویؒ جو قراءسبعہ میں سے ایک ہیں اور دوسرے یہی امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ ، خدا کی قدرت دونوں اسی مقام "رے" پر اللہ کو پیارے ہوئے، مروی ہے کہ یہ دونوں امام "رے" کے قریب ایک گاؤں "رنبویہ" میں فوت ہوئے ۔چنانچہ آپ کی تاریخ وفات ۱۸۹ھ/۸۰۴ء ہے۔

ہارون الرشیدؒ نے اس موقع پر کہا تھا"دفنت الفقہ والعربیۃ بالری" یعنی میں نے "رے" میں فقہ اور عربیّت کو دفن کردیا" (۱۰)

تصانیف:

امام محمدؒ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے ۔ اپنے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے، اور دن رات کتابیں لکھتے تھے۔ اس طرح آپ نے ایک ادارہ کے برابر تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں حسبِ ذیل کتب زیادہ مشہور ہیں جو فقہ حنفی کی اصل الاصول اور مرجعِ اوّل خیال کی جاتی ہیں۔ کیونکہ امام صاحب کے مسائل روایۃً ان کتابوں میں مذکور ہیں، کل مسائل جو آپ نے قرآن وسنّت کی روشنی میں مستنبط کئے ہیں ان کی تعداد دس لاکھ ستر ہزار ایک سو (107100) ہے۔

(۱) الجامع الکبیر(۲) الجامع الصغیر (۳) السیر الکبیر (۴) السیر الصغیر(۵) الزیادات (۶) المبسوط (ان کو کتب ظاہر الروایۃ کہتے ہیں ان میں سے ہر کتاب کا تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے)(۷) کتاب الحج، امام محمدؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وفات کے بعد مدینہ طیّبہ تشریف لے گئے اور تین برس امام مالکؒ کی خدمت میں رہے، ان سے موطأ پڑھی، اہلِ مدینہ کا طریق تفقہ ،جداگانہ تھا، بہت سے مسائل میں وہ لوگ امام صاحبؒ سے اختلاف رکھتے تھے، امام محمد ؒنے مدینہ طیّبہ سے واپسی پر یہ کتاب تصنیف کی، اس میں پہلے فقہی ابواب باندھتے ہیں، پھر اہلِ مدینہ کا قول نقل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو احادیث وآثار اور قیاس کی روشنی میں راجح ثابت کرتے ہیں۔

(۸) موطا امام محمدؒ، حدیث کی معروف کتاب ہے جو امام مالکؒ کی دیگر مؤطّات سے علمی وفنی پہلو سے زیادہ بلند پایہ کی حامل ہے۔ اس میں احادیث مرفوعہ موقوفہ اور مسند ومرسل روایات کی مجموعی تعداد گیارہ سو پچاسی (۱۱۸۵) ہے۔ جس میں ایک ہزار پانچ (۱۰۰۵)تو امام مالکؒ سے اور ایک سو پچھتر(۱۷۵) دوسرے طریق سے ہیں۔ جن میں تیرہ(۱۳) امام ابوحنیفہؒ سے ہیں اور چار (۴) امام ابویوسف ؒسے اور بقیہ دیگر حضرات سے مروی ہے۔ چونکہ امام محمدؒ نے اپنی موطأ میں بہت سے آثار وروایات اور مسائل کو امام مالکؒ کے علاوہ دیگر حضرات سے بھی نقل کیا ہے اس لئے مجازاً اس کا انتساب، امام محمدؒ ہی کی طرف ہونے لگا ہے۔

(۹) کتاب الآثار، یہ دراصل امام ابوحنیفہؒ کی کتاب ہے جو فقہاء وائمہ میں سب سے قدیم ترین اور تابعی ہیں، انہوں نے چالیس ہزار احادیث وآثار سے اس کتاب کو مرتب کیا تھا، امام محمدؒ اسے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں، جس میں مرفوع، موقوف اور مرسل ہر طرح کی احادیث بھی ہیں۔

(۱۰) کتاب الاجتہاد والرأی
(۱۱) کتاب الاستحسان
(۱۲) کتاب الخصال

(۱۳) کتاب اصول الفقہ

تعارف کتاب: (۱) الجامع الکبیر:

یہ امام محمد بن الحسنؒ کی اہم ترین دقیق ترین اور عمیق ترتن تصانیف میں سے ایک ہے، بڑے بڑے مسائل فقہ کو جامع اور عیون روایات اور متونِ روایات کو حاوی ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ کی یہ کتاب فقہ میں تالیف کردہ کتابوں میں بہترین کتاب ہے، بالخصوص اس کا کتاب الایمان فقہ کا بہترین باب ہے۔

امام محمدؒ سے الجامع الکبیر کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے یہ کتاب امام ابویوسفؒ سے سنی ہے؟ فرمایا کہ واللہ ! میں نے اس کتاب کو ان سے نہیں سنا، وہ تو اعلم الناس تھے۔ (۱۲)

منہج واسلوب:

امام محمدؒ نے اپنی کتاب ''الجامع الکبیر'' کو چند کتب میں تقسیم کیا اور پھر ہر کتاب چند ابواب میں منقسم ہے۔ آپ ہر باب کا عنوان ذکر کرتے ہیں، پھر موضوع سے متعلق مسئلہ لاتے ہیں اور اس کے بعد اس مسئلہ کی تفریعات پیش کرتے ہیں ،بعض اوقات اختلافی مسائل کی طرف بھی اشارہ کردیتے ہیں ، لیکن الجامع الصغیر کی طرح دلائل سے بالکل خالی ہے۔

دونوں کتابوں میں البتہ فرق یہ ہے کہ الجامع الصغیر میں آپ نے وہ قلیل مسائل ذکر کئے ہیں جنہیں آپ امام ابویوسف سے نقل کرتے ہیں، اور الجامع الکبیر میں مسائل فقہیہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ، کچھ مسائل تو وہ ہیں جو امام محمدؒ نے ابویوسفؒ سے اخذ کئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو آپ نے فقہائے عراق سے اکتساب کئے ہیں ،لیکن یہاں پر بھی آپ مروی عنہ کا ذکر نہیں کرتے ہیں اس کتاب کی اہمیت اورجلالتِ شان کے باعث فقہائے احناف نے ہر طرح سے اس کی خدمت کی ہے ، کسی نے اس کی شرح لکھی، کسی نے اس کی تلخیص کی اور کچھ ایسے فقہاء بھی تھے جنہوں نے اس کتاب کو منظوم صورت میں پیش کیا۔

حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون" میں "الجامع الکبیر" کی چالیس شروحات کا تذکرہ خیر کیا ہے-(۱۳)

امام محمدؒ کی یہ کتاب "الجامع الکبیر" مصر کے مطبعۃ الاستقامۃ میں رضوان محمد رضوان کی زیرِ نگرانی ۱۳۵۶ھ کو طبع ہوئی ہے، نیز اسے لجنۃ احیاء المعارف النعمانیۃ حیدر آباد دکن (ہندوستان) نے بھی شائع کیا ہے ۔ اور اس پر مولانا ابوالوفاء افغانیؒ کی تحقیق ہے۔

"الجامع الکبیر" کو امام محمدؒ کے ان شاگردوں نے روایت کیا ہے :(۱) ابوحفص الکبیرؒ (۲) ابوسلمان الجوزجانیؒ (۳) ہشام بن عبیداللہ رازیؒ (۴) محمد بن سماعہ (۵) علی بن معبد (۶) ابن شداد وغیرہ۔

(۲) الجامع الصغیر:

امام محمدؒ کی دوسری کتاب ''الجامع الصغیر'' ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ کتاب آپ نے اپنے شیخ امام ابویوسفؒ کے ایماء پر لکھی تھی، جب آپ ''المبسوط'' کی تالیف سے فارغ ہوئے تو امام ابویوسفؒ نے آپ سے کہا کہ وہ ایک ایسی کتاب لکھیں جس میں امام ابوحنیفہؒ کی ان روایات کو جمع کریں جو آپ نے امام ابویوسفؒ سے یاد کی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق امام ابویوسفؒ نے اس کی فرمائش نہیں کی تھی بلکہ انہیں توقع تھی کہ آپ ان سے ایک کتاب روایت کریں گے۔

"الجامع الصغیر" مکمل طور پر فروعی مسائل پر مشتمل ہے ، جن کی تعداد ایک ہزار پانچ سو بتیس ہے۔ یہ کتاب بھی دلائل سے مکمل طور پر خالی ہے۔ بعض فقہائے کرام نے اس کتاب کے مسائل کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:۔

(۱) ایسے مسائل جو صرف الجامع الصغیر میں موجود ہیں ، اس سے قبل کہیں بھی بیان نہیں ہوئے، البتہ ایسے مسائل کی تعداد بہت کم ہے۔

(۲) ایسے مسائل جو ''المبسوط'' میں بیان ہوئے ہیں، مگر امام ابوحنیفہؒ کی طرف ان کی نسبت کے وثوق کی خاطر انہیں دوبارہ الجامع الصغیر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ایسے مسائل جو "المبسوط" میں بیان ہوچکے ہیں مگر امام محمدؒ نے ''الجامع الصغیر'' میں انہیں بانداز دیگر بیان کیا ہے۔

امام محمدؒ نے اس کی ترتیب وتبویب کا اہتمام نہیں کیا تھا، چنانچہ قاضی ابوطاہر الدباسؒ نے اس کی ترتیب وتبویب کا اہتمام کیا ہےتا کہ اسے یاد کرنا اور پرھنا آسان ہوجائے۔

اس کتاب کی علمی قدرو منزلت کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابویوسفؒ اسے کثرت سے دیکھا کرتے تھے اور سفروحضر میں اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ مشائخ احناف کسی پر اس وقت تک منصبِ قضاء کی ذمہ داری نہیں ڈالتے تھے جب تک کہ وہ اس کتاب کا حافظ نہ بن جاتا۔ اور اس کی منزلت واہمیت کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ علماء نے اس پر خصوصی توجہ دی، بعض نے اسے مرتب و مبوّب کیا اور متعدد علماء نے اس کی شروحات لکھیں۔

حاجی خلیفہؒ نے "کشف الظنون" اس کتاب کے بیس سے زائد شارحین کا تذکر کیا ہے۔ (۱۴) علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ''النافع الکبیر'' میں ایک پوری فصل ''الجامع الصغیر'' کے شارحین، مرتّبین اور ناظمین کے لیے مختص کی ہے، اس فصل میں تیس کے قریب علماء کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اس کتاب کی شروحات لکھیں یا اس کی ترتیب وتبویب کا کام انجام دیا۔

امام محمدؒ کے شاگردوں میں سے عیسیٰ بن ابانؒ اور محمد بن سمّاعہؒ نے آپ سے '' الجامع الصغیر'' روایت کی ہے، یہ کتاب مصر، ہندوستان اور ترکی میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر طبع ہوچکی ہے۔

منہج واسلوب:

امام محمد ؒ باب کا عنوان ذکر کرکے وہ مسئلہ لاتے ہیں جسے آپ محمد عن یعقوب عن أبی حنیفہؒ روایت کرتے ہیں، پھر مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں اور اس میں امام ابوحنیفہؒ کا قول اور صاحبینؒ کا قول ذکر کرتے ہیں اور پھر اس مسئلہ پر تفریعات بیان کرتے ہیں۔ پھر دوسرا مسئلہ ذکر کرتے ہیں پھر اسی نہج پر اقوال وتفریعات لاتے ہیں، لیکن دلائل کا ذکر نہیں کرتے۔

"الجامع الصغیر" کی بہت شروحات لکھی گئی ہیں ، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

(۳) السیر الکبیر (۴) السیر الصغیر:

امام محمدؒ نے ان دونوں کتابوں میں صلح و جنگ کی حالت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات کے احکام بیان کیے ہیں۔ نیز قیدیوں، سفیروں کے تحفّظ ،مصالحت، معاہدوں اور جنگی مجرموں کے احکام اور مال غنیمت کے مسائل جیسے پیچیدہ مسائل کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امامحمدؒ نے پہلے ''السیر الصغیر'' تالیف کی جس میں صرف امام ابوحنیفہؒ سے روایت کردہ مسائل بیان کیے۔ '' السیر الکبیر'' آپ کی آخری تالیفات میں سے ہے، یہ کتاب ان فقہی احکام پر مشتمل ہے جو حالتِ صلح وجنگ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات کی نوعیت کے ساتھ خاص ہیں اور آثار واخبار کی صورت میں احکام کے دلائل بھی واضح کئے گئے ہیں۔ ''السیر الصغیر'' اور ''السیر الکبیر'' میں سے کسی کا بھی اصل نسخہ ہم تک نہیں پہنچا، البتہ ان کی متعدد شروحات ہم تک پہنچی ہیں، جن میں اہم ترین شرح امام سرخسیؒکی ہے۔ "السیر الصغیر" کی شرح امام سرخیؒ کی ''المبسوط'' کی دسویں جلد میں شامل ہے۔ ''السیر الکبیر'' کی شرح حیدر آباد دکن سے ۱۳۳۶ھ میں چار جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کی تین جلدیں ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی تحقیق کے ساتھ جامعہ عربیہ کے معہد المخطوطات نے شائع کی ہیں ، جبکہ اس کے باقی اجزاء معہد المخطوطات میں محفوظ ہیں۔

جامعہ قاھرہ نےا س شرح کی پہلی جلد استاذ شیخ ابوزہرہ اور استاذ ڈاکٹر مصطفی زید کی تحقیق کے ساتھ شائع کی تھی، مگر اس کے بعد کتاب کی باقی جلدوں کی طباعت جاری نہ رکھی جاسکی۔ (۱۵)

(۵) الزیادات:

امام محمدؒ کی اس کتاب میں کچھ اضافی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ بعض مؤرخین ان مسائل کو ''المبسوط'' کے اضافی مسائل اور جبکہ بعض حضرات ان کو ''الجامع الکبیر'' کے اضافی مسائل قرار دیتے ہیں۔ یہ دوسری رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں امامِ محمدؒ کا منہج واسلوب بالکل وہی ہے جو ''الجامع الکبیر'' کا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ مسائل کو دقیق عبارت میں ان کے دلائل ذکر کئے بغیر بیان کرتے ہیں۔ نیز ''الزیادات'' کا بیان کردہ سبب تالیف بھی اس کی تائید کرتا ہے، اگرچہ بعض علماء ''الزیادات'' کو النوادر میں شمار کرتے ہیں لیکن علماء کی اکثریت اسے کتب ظاہر الروایۃ میں ہی شمار کرتی ہے اور یہی صحیح ہے۔

کتاب ''الزیادات'' تاحال زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی، اس کا ایک خطی نسخہ دارالکتب المصریۃ میں موجود ہے۔ جبکہ چار نسخے ترکی کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ اسی طرح '' الزیادات'' کا پہلا جزو مکتبہ وطنیہ تیونس میں موجود ہے۔ اس کتاب کی بھی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔ ان میں امامِ سر خسیؒ ، احمد بن محمد نجاری عتابیؒ اور فخرالدین حسن بن منصور قاضی خانؒ کی شروحات قابلِ ذکر ہیں۔

امام محمدؒ کی ایک کتاب ''زیادۃ الزیادات'' کے نام سے موجود ہے، یہ ان بعض مسائل کا استدراک ہے جو ''الزیادات'' میں بیان نہ ہوسکے۔ یہ کتاب حیدر آباد دکن سے شائع ہوچکی ہے اور اس کے قلمی نسخے ترکی ، قاہرہ، دمشق اور ڈبلن کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (۱۶)

(۶) الأصل یا المبسوط:

یہ امام محمدؒ کی پہلی تصنیف ہے اور یہ کتاب بہت عظیم بھی ہے اور ضخیم بھی اور جلیل القدر بھی، مسائل مذہب حنفی میں اصل الاصول کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ نے اس کتاب کو حفظ کرلیا تھا اور اس کے طرز پر اپنی کتاب ''الامّ'' تالیف کی تھی۔ (۱۷)

حاجی خلیفہؒ نے ''کشف الظنون'' میں یہ بات نقل کی ہے کہ امام شافعیؒ نے اس کتاب کے بہت پسند کیا اور اسے حفظ کرلیا اور اہل کتاب کے ایک حکیم نے جب اس کا مطالعہ کیا تو کہنے لگا کہ: یہ تمہارے محمد کی چھوٹی کتاب ہے تو پھر تمہارے محمد کی بڑی کتاب کیسی ہوگی، یہ کہہ کر وہ مسلمان ہوگیا''۔(۱۸)

کتاب ہذا پانچ ضخیم جلدوں میں ہے ۔لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حید آباد دکن (ہند) نے اس کو تحقیق کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر شفیق شحاتہ نے اس کے ایک جزو (البیوع والسلم) کی تحقیق کی ہے۔

منہج واسلوب:

امام محمدؒ اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے مذہب کے مطابق فروع فقہیہ بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنی رائے کا بھی اظہار کرتے ہیں۔اور اگر کسی فرعی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کی وضاحت بھی کردیتے ہیں ،بصورت دیگر ایسا نہیں کرتے۔جیساکہ اس کی صراحت وہ خود ایک جگہ کرتے ہیں کہ "قد بّینت لکم قول ابی حنیفۃ وأبی یوسف وقولی، ومالم یکن فیہ اختلاف فہو قولنا جمیعاً" (۱۹)

مطلب یہ ہے کہ جہاں اختلاف ہوتا ہے وہاں میں وضاحت کردیتا ہوں اور جہاں اختلاف نہیں ہوتا وہ پھر ہم سب کا قول ہوتا ہے۔

امام محمدؒ عام طور پر دلائل ذکر نہیں کرتے ایسے مواقع پر جہاں مسائل پر دلالت کرنے والی احادیث موجود ہوتی ہیں اور فقہاء کے علم میں ہوتی ہیں۔ امام محمدؒ کی اس کتاب ''الاصل'' یا ''المبسوط'' کی متاخرین علماء نے شروحات بھی لکھی ہیں۔ جن میں شیخ الاسلام ابوبکر المعروف بخواہر زادہ'' اور شمس الائمہ علامہ حلوانیؒ کی شروحات قابل ذکر ہیں۔دنیا کے مختلف کتب خانوں میں اس کتاب کے جو نسخے پائے جاتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) استنبول کے کتب خانہ میں اس کتاب کی پوری چھ جلدیں موجود ہیں۔
(۲) استنبول کے مکتبۂ فیض اللہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے، لیکن ناتمام، صرف چار جلدیں موجود ہیں۔
(۳) یہی نسخہ کتب خانہ جار اللہ میں بھی موجود ہے۔
(۴) ولی الدین کے کتب خانہ میں بھی اس کا نسخہ دستیاب ہے۔
(۵) قرۃ مصطفی پاشا کے کتب خانہ میں بھی اس کا ایک نسخہ دستیاب ہے۔
(۶) مراد ملاؒ کے کتب خانہ میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔
(۷) ازہر یونیورسٹی (مصر) کے کتب خانہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔
(۸) دارالکتب المصریۃ میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں جو "الأصل" کے نام سے درج ہیں۔ لیکن سب ناتمام اور نامکمل ہیں ۔
(۹) زمانہ حال میں امام محمدؒ کی یہ کتاب مستطاب ابوالوفاء الافغانیؒ کی تحقیق کے ساتھ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ (کراچی، پاکستان) سے پانچ جلدوں میں طبع ہوچکی ہے۔
(۱۰) نیز امام محمدؒ کی ''الأصل'' یا ''المبسوط'' کو حکومتِقطر کی وزارت اوقاف وشئونِ اسلامیہ نے بھی خصوصی طباعت کے ساتھ ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء میں دار ابن حزم بیروت، لبنان سے بارہ جلدونمیں طبع کروایا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:۔

جلدِ اوّل: کتاب الصلوٰۃ کل صفحات: ۳۷۴

جلد ثانی: ا لحیض، الصرف　کل صفحات: ۶۱۰

جلد ثالثِ: تابع الصرف،الاجارات　کل صفحات : ۵۹۲

جلد رابع: تابع الأجارات، الطلاق　کل صفحات: ۶۰۲

جلدِ خامس: تابع الطلاق، الفرائض　کل صفحات: ۶۱۵

جلد سادس: تابع الفرائض، الدیّات　کل صفحات : ۶۱۳

جلد سابع: تابع الدّیات، الدعوی والبیّنات　کل صفحات: ۶۰۸

جلدِثامن: تابع الدعوی والبیّنات، العبدالمأذون لہٗ فی التجارۃ　کل صفحات: ۵۹۱

جلدِ تاسع: تابع العبدالما ذو ن لہٗ فی التجارۃ، المزارعۃ　کل صفحات: ۵۹۰

جلدِ عاشر: تابع المزارعۃ، الصلح　کل صفحات: ۶۲۵

جلدِ حادی عشر: تابع الصلح، الشہادات　کل صفحات : ۵۶۳

جلدِ ثانی عشر: الرجوع عن الشہادات ، الغصب　کل صفحات: ۴۲۴

(۷) المبسوط لِلسَّرْخسِیؒ

تعارفِ مصنّفؒ:

آپ کا نام محمد بن احمد بن ابی سہل اور لقب شمس الائمۃ السّرْخَسیؒ ہے،آپ بلند پایہ فقیہ، اصولی اور حنفی بزرگ ہیں ۔ "سرخس " خراسان کا ایک قدیم ترین شہر ہے، اس کی نسبت سے آپ کو سرخسی کہتے ہیں۔ آپ نے علم الفقہ اور علم الاصول کی تعلیم شمس الآئمہ علامہ حلوانیؒ سے حاصل کی ہے اور ان علوممیں کامل دسترس حاصل کی ،ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہے۔ آپ بہت بڑے عالم باعمل اور حکام وقت کو نصیحت کرنے والے بے باک اور جراء ت مند عالم جلیل تھے۔ اسی نصیحت کے باعث خاقان نے آپ کو پابند سلاسل کردیا تھا، لیکن یہ جیل اُنہیں تدریس سے مانع اور حارج نہیں بنی، آپ نے اپنی یہ کتاب ''المبسوط'' جو کہ فقہ حنفی کی ضخیم ترین کتاب ہے اور تیس جلدوں میں مطبوع ہے، اس حال میں املاء کروائی ہے کہ آپ ایک کنویں میں قید تھے (۲۱)

اسی طرح آپ کی یاد گار تصانیف میں سے امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی ''السیر الکبیر'' کی شرح بھی ہے،نیز آپ کی تصانیف میں شرح مختصر الطحاوی اور اصول فقہ میں بھی '' اصول السرخسی'' قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی چند

اور مصنفات بھی ہیں ۔ جن کے نام یہ ہیں:۔ شرح الجامع الصغیر للامام محمدؒ، شرح الجامع الکبیر للامام محمد شرح الزیادات للامام محمد، شرح زیادات الزیادات للامام محمدؒ، شرح کتاب النفقات للخصّافؒ ، شرح ادب القاضی للخصّافؒ، اشراط الساعۃ، الفوائد الفقہیّۃ، کتاب الحیض ۔آپ کی پیدائش ۴۰۰ھ/ ۱۰۰۷ء اور وفات ۴۸۳ھ /۱۰۹۰ء ہے۔

تعارفِ کتاب ومنہج واسلوب:

آپ کی یہ کتاب دراصل امام محمد بن الحسنؒ کی کتب ظاہر الروایۃ پر مشتمل ہے۔ امام سرخسیؒ نے حاکم شہید (۳۳۴ھ/۹۴۵ء) کی کتاب ''الکافی'' کی شرح کی ہے۔ آپ کی یہ کتاب نقلِ مذاہب میں قابل اعتماد کتب حنفیہ میں سب سے بڑی کتاب ہے، جو قول اس کے خلاف ہوتا ہےوہ قابلِ عمل نہیں ہوتا، اس کے مطابق فتوی دیا جاتا ہے اور اس پر اعتماد کیا جا تا ہے۔علامہ سرخسی یہ کتاب خالص اپنے ذہن سےتلامذہ کو املاء کروائی جب آپ خراسان کے شہر اوزجند کے ایک کنویں میں قید تھے، آپ خود کنویں کی اندر اور تلامذہ کنویں کےارد گرد بیٹھ کر لکھتے تھے،جب آپ املاءکرواتے کرواتے باب الشروط تک پہنچے تو رہائی کا پروانہ آگیا اور آپ اس قیدِ بامشقت سے رہا ہوگئے۔ (۲۲)

آپ نے تمام ابوابِ فقہ کو انتہائی سہل اور واضح انداز میں بالاستیعاب بیان کیا ہے اور ادلہ وبراہن بھی خوب بسط وشرح سے ذکر کیے ہیں۔ آپ کوئی مسئلہ مذہب حنفیہ کے مطابق لاتے ہیں اور اس کے دلائل ذکر کرکے بعض دیگر مذاہب کا بھی ذکر کرتے ہیں ،جیسے مالکیہ وشافعیہ، اور بعض اوقات مذہب حنابلہ اور ظاہر یہ بھی ذکر کرتے ہیں اور ان کے دلائل بھی بیان کردیتے ہیں اور پھر خوب مناقشہ کرتے ہوئے ان کا رد بھی کرتے ہیں اور دلیل کی روشنی میں کسی قول کو ترجیح دیتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ غیر حنفیہ کی رائے کو بھی راجح قرار دے دیتے ہیں۔(۲۳)

امام سرخسیؒ کی ''المبسوط'' کو دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان نے تیس جلدوں میں ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء کو بڑی آب وتاب کے ساتھ شائع کیا ہے۔

(۸) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع:

تعارفِ مصنف:

آپ کا نام ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدین الکاسانی یا الکاشانیؒ ہے۔ ملک العلماء کے لقب سے ملقب تھے ، آپ نے تحفۃ الفقہاء کے مصنفؒ علاء الدین

محمد بن احمد السمرقندی (۵۳۹ھ/۱۱۴۵ء) اور ابوالمعین میمون مکحولی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ آپ کی پیدائش معلوم نہ ہوسکی۔

امام کاسانی نے بدائع الصنائع اور السلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ دو کتابیں تصنف فرمائیں۔ آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن ابوبکر اور احمد بن محمود نے تفقہ حاصل کیا۔(۲۴)

کہتے ہیں کہ جب آپ نے محمد بن احمد السمرقندیؒ کی صحبت بافیض حاصل کی اور ان سے تحفۃ الفقہاء کو پڑھا اور اسکی شرح بدائع الصنائع کے نام سے تالیف کی تو محمد بن احمد السمرقندیؒ نے نہایت خوش ہوکر اپنی بیٹی فاطمہ سے (جو نہایت شکیلہ وعقلیہ اور کتاب تحفۃ الفقہاء کی حافظہ تھیں اور روم کے بادشاہ اس کے خواستگار تھے) ان کی شادی کردی اور شرح مذکور کو بطورِ مہر مقرر کردیا۔ اس سے پہلے محمد بن احمد السمرقندیؒ اور ان کی بیٹی فاطمہ کے دستخط سے فتاویٰ جاری ہوتے تھے، جب آپ کا نکاح فاطمہ سے ہوگیا تو تینوں کے دستخط ہونے لگے۔(۲۵)

ابن عدیم کہتے ہیں کہ میں نے ضیاء الدین حنفیؒ سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ جب امام کاسانیؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں ۱۰ ماہ رجب ۵۸۷ھء کو ان کے پاس گیا۔ اس وقت وہ سورۃ ابراہیم پڑھ رہے تھے۔ جب آیتِ کریمہ "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" پر پہنچے تو روح پرواز کرگئی اور حلب کے قبرستان ظاہر یہ میں مقام ابراہیم خلیل اللہ میں اپنی بیوی فاطمہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ کاسانی نسبت ہے کاسان کی طرف جسے آج کل قازان کہا جاتا ہے جو جموریہ تاتارستان کا دارالحکومت ہے ازبکستان کی مشرقی جانب واقع ہے۔جب آپ کی بیوی فوت ہوئی تھیں تو آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات کو ان کی قبر کی زیارت کرتے ۔ اب حلب میں ان دونوں کی قبریں زیارتِ گاہِ عامۃ الناس ہیں اور لوگوں میں خاوند وبیوی کی قبر کے نام سے مشہور ہیں (۲۶)

"کاسانی" شہر کاسان کی طرف منسوب ہے جو شاش کے نواح میں واقع ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ ترکستان میں دریائے سیحون کے خلف میں واقع ہے، یہ شہر پہلے بہت آباد تھا اب ترکستانیوں کے متواتر حملوں سے ویران ہوگیا ہے۔

منہج واسلوب:

مؤلف نے اپنی تالیف کو چند کتب میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر کتاب کی چند فصلیں بنائی ہیں اور ہر فصل کے تحت باب کے متشابہ مسائل ذکر کرتے ہیں اور اس کا حکم بھی بیان کرتے ہیں، نیز اس مسئلہ میں کوئی اختلافی مذاہب ہوں تو ان کو بھی مع الأدلہ لاتے ہیں، دوسرے مذاہب کے ادلہ کا خوب مناقشہ کرتے ہیں

اور ان پر اعتراضات پیش کرتے ہیں اور بعض اوقات آپ سبب اختلاف کا بھی ذکر کرتے ہیں ۔ آپ کی وفات ۱۰ رجب ۵۸۷ھ/۹ اگست ۱۱۹۱ء ہے۔

تعارفِ کتاب:

کتاب ہذ"ا بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع "حقیقت میں علامہ سمرقندیؒ کی کتاب ''تحفۃ الفقہاء'' کی بہترین شرح ہے۔ البتہ امام کاسانیؒ نے اصل کتاب کو شرح کے ساتھ اس طرح مخلوط کردیا ہے کہ دونوں کے درمیان امتیاز باقی نہیں رہتا۔ نیز آپ نے کتب، ابواب او رفصول میں تحفۃ الفقہاء کی ترتیب کا التزام نہیں کیا بلکہ اپنی اس کتاب کو جدید فقہی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ اور آپ کی کتاب ابوابِ فقہ پر مرتّب شدہ ہے، نیز آپ کی یہ کتاب منہجیت وضاحتِ کلام اور حسنِ ترتیب کے اعتبار سے امتیازی مقام رکھتی ہے، نیز آپ فقہ حنفی کا دوسری فقہ سے مقارنہ بھی کرتے ہیں ، خاص طور پر اقوالِ تابعین اور مذہب شافعی سے مقارنہ کرتے ہیں۔

آپ مذہب حنفی کے مطابق بھی حکم شرعی ذکر کرتے ہیں اور مخالفین کے مذہب کو بھی مع الأدلہ بیان کرتے ہیں ۔ اس کے بعد دوبارہ حنفیہ کے دلائل کو بیان کرتے ہوئے مخالفین کے ادّلہ کا مناقشہ کرتے ہیں۔ آپ کی یہ کتاب ، فقہ حنفی کی معتمد ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ (۲۷)

امام کاسانیؒ کی اس کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" کو دارالکتب العلمیۃ، بیروت (لبنان) نے ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء کو مکمل سات جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:-

جلدِ اوّل:	الطہارۃ،الصلاۃ	کل صفحات: ۳۲۸
جلد ثانی:	الزکاۃ، النکاح	کل صفحات: ۳۴۴
جلد ثالثِ:	الایمان، اللعان	کل صفحات : ۲۵۱
جلد رابع:	الرضاع، الأجارۃ	کل صفحات: ۲۲۶
جلدِ خامس:	الأستصناع، البیوع	کل صفحات: ۳۱۲
جلد سادس:	الکفالۃ، الرجوع عن الشہادۃ	کل صفحات : ۲۹۲
جلد سابع:	آداب القاضی، القرض	کل صفحات: ۳۹۸

(۹) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی:

تعارفِ مصنّف:

آپ کی کنیت ابوالحسن،نام علی، لقب برہان الدین ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے: ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن الخلیل ابی بکر الحبیب المرغینانیؒ ،آپ کا سلسلۂ نسب سیدنا ابوبکر الصدیقؓ سے جا ملتا ہے۔

آپ کی ولادت ۸ رجب المرجب ۵۳۰ھ/ ۱۱۳۵ء دوشنبہ بعد از عصر ہوئی۔ ۵۴۴ھ کو آپ زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ عام طورپر آپ کا وطن''مرغینان'' ہی بتایا جاتا ہے جو مراغہ کا ایک قصبہ ہے، لیکن صاحبِ''مفتاح السعادة'' اور بعض دیگر حضرات نے صاحب ہدایہ کے گاؤں کا نام''رشدان''بتایا ہے ،اسی نسبت سے آپ مرغینانی بھی اور رشدانی بھی کہلاتے ہیں(۲۸)

تحصیل علم:

صاحبِ ہدایہ نے اپنے وقت کے ان اساطینِ امت سے اکتسابِ فیض کیا ہے جو ہر علم دفن میں مرجع الخلائق تھے ان کے اسمائے گرامی کی فہرست جس کو مشیخہ کہا جاتا ہے ، بہت طویل ہے، صاحب ''الجواہر المضیئۃ'' کے بقول خود صاحبِ ہدایہ نے اس فہرست کو مرتب کیا ہے۔ چند ممتاز شیوخ واستاتذہ کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

شیوخ واساتذہ:

مفتی الثقلین نجم الدین ابوالحفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن لقمان النسفی (۵۳۷ء) ، ابواللیث احمد بن حفص عمر النسفیؒ (۵۴۷ھ) ، ابوالفتح محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر المروزیؒ، ضیاء الدین محمد بن الحسین بن ناصر بن عبدالعزیزؒ، محمد بن الحسن بن مسعود بن الحسنؒ، شیخ الاسلام ضیاء الدین ابومحمد صاعد بن اسعد المرغینانیؒ، عثمان بن ابراہیم بن علیؒ، ابوالبرکات صفی الدین عبداللہ بن محمد الصاعدیؒ، ابومحمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز المعروف بہ صدر الشہید(۵۳۶ھ) ،تاج الدین احمد بن عبدالعزیز المشہور بہ صدر السعیدؒ،شیخ الاسلام بہاؤالدین علی بن محمد السمرقندیؒ (۵۳۵ھ) ،منہاج الشریعۃ محمدبن محمد بن الحسین،وغیرہ(۲۹)

مقام ومنزلت: مذکورہ بالا ہستیوں کے فیضان صحبت نے آپ کو کشور علم وفضل کاتاج دار بنادیا جس کی منظر کشی صاحب'' الجواہر المضیئۃ'' نے کچھ یوں کہا ہے۔''کان اماماً، فقیہاً، حافظاً، محدثاً، مفسراً، جامعاً للعلوم ، ضابطاً للفنون، متقنًا ، محققًا، نظاراً، زاہداً ورعًا، بارعًا، فاضلاً، ماہراً، اصولیاً، ادیباً، شاعراً، لم تر العیون مثلہ فی العلم والأدب''۔

''صاحبِ ہدایہ امام ،فقیہ، حافظ، محدث، مفسر، جامع علوم ،ضابط فنون، پختہ عالم، محقق، وسیع النظر، عابد وزاہد، پرہیزگار، فائق وممتاز، ماہر، اصولی، ادیب اور شاعر تھے،علم وادب میں آپ جیسا آنکھو ننے نہیں دیکھا''۔

آپ کے ہم عصر علماء نے بھی آپ کے فضل وتقدم کا اقرار کیا ہے جن میں امام فخرالدین قاضی خانؒ، صاحبِ محیط وذخیرہ محمود بن احمد بن عبدالعزیزؒ،شیخ زین الدین ابونصر احمد بن محمد بن عمر العتابیؒ اور صاحبِ فتاویٰ ظہیریہ محمد بن احمد البخاری وغیرہ شامل ہیں۔

صاحبِ ہدایہؒ کے اصحاب وتلامذہ اور حلقۂ درس وافادہ بھی بہت وسیع تھا، شیخ الاسلام جلال الدین محمدؒ، نظام الدین عمر ، شیخ الاسلام عمادالدین بن ابی بکرؒ شمس الائمۃ محمد بن عبدالستار بن محمد کروریؒ، جلال الدین محمود بن الحسینؒ، شیخ الاسلام الاشتردشی، برہان الاسلام زرنوجیؒ اور قاضی القضاۃ محمد بن علی بن عثمان سمرقندیؒ جیسے آفتاب و ماہتاب آپ ہی کے دامنِ تربیت سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

وفات:

صاحبِ ہدایہ امام علی بن ابی بکر المرغینانیؒ نے ۱۴۔ ذی الحجہ ۵۹۳ھ/۱۱۹۷ء یا ۵۹۶ء/۱۲۰۰ء کو عالمِ آب وگل سے رشتۂ حیات منقطع کیا اور سرزمینِ سمرقند میں یہ آفتابِ علم وعرفان روپوش ہوگیا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً(۳۰)

اولاد:

صاحبِ ہدایہ کے تین بیٹے تھے، عمادالدینؒ ، نظام الدین عمرؒ، ابوالفتح جلال الدین محمدؒ،تینوں بیٹے صاحبِ فضل و کمال اور اپنے والدِ ماجد کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے۔ عماد الدینؒ نے کتاب ،ادب القاضی، اور نظام الدین عمرؒنے ’’جواہر الفقہ‘‘ اور ’’ الفوائد‘‘ کتابیں یادگار چھوڑیں اور ابوالفتح جلال الدین محمدؒ نے علم فقہ وادب میں کمال حاصل کیا۔

تصانیف:

صاحبِ ہدایہ نے بہت سی گراں قدر اور نافع تصانیف یادگار کے طور پر چھوڑیں، جن میں الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، التجنیس والمزید، مناسک الحج، مختارات النوازل، نشرالمذہب، مختار الفتاویٰ، کفایۃ المنتہی وغیرہ۔ ان تصانیف میں بالخصوص"الہدایۃ" آپ کا وہ مایہ ناز علمی شاہکار ہے جس کی نظیر آج تک دنیائے علم وفن کا کوئی فرزند پیش نہیں کرسکا۔(۳۱)

تعارفِ کتاب:

صاحب ہدایہ نے ذی القعدہ ۵۷۳ء کو بروز چہار شنبہ بعد نمازِ ظہر ’’ہدایہ‘‘ کی تصنیف شروع کی اور پوری عرق ریزی کے ساتھ مسلسل تیرہ برس تک اس طرح مصروف رہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اس بات کی بھی کوشش کرتے کہ کسی کو ان کے روزے کی خبرنہ ہو۔ چنانچہ خادم کھانا رکھ کر چلاجاتا

اور آپ کسی طالب علم کو بلاکر کھلادیتے ، خادم واپس آتا اور برتن خالی دیکھ کر یہی خیال کرتا کہ آپ کھانے سے فارغ ہوچکے ہیں -(۳۲)

سببِ تالیف:

جب آپ نے '' بدایۃ المبتدی'' لکھی پھر اس کی شرح "کفایۃ المنتہی" کے نام سے اسی (80)ضخیم جلدوں میں تصنیف کی تو آپ کو محسوس ہوا کہ شاید یہ شرح زیادہ طویل ہوگئی ہے، اندیشہ ہے کہ کہیں اس طوالت کےباعث لوگ اس کو ترک نہ کردیں، اس لئے آپ نے "بدایۃ المبتدی" کی پھر ایسی لطیف اور نافع شرح لکھنا شروع کی جو حسنِ ترتیب اور ضبط واتقان میں باکمال اور بلندپایہ حیثیت رکھتی ہے اور آپ نے اس شرح کا نام ''الہدایۃ'' رکھا۔

منہج واسلوب:

صاحبِ ہدایہ مسئلہ کا آغاز لفظ "قال" سے کرتے ہیں، پھر قوسین کے درمیان اصل عبارت لاتے ہیں جو"بدایۃ المبتدی" سے ماخوذ ہوتی ہے۔اور پھر آپ اس کا حکم اور حنفیہ کی دلیل ذکر کرتے ہیں اوراس مسئلہ میں صاحبینؒ کا قول بیان کرتے ہیں۔ کبھی امام شافعیؒ کا اختلاف بھی مع الدلیل ذکر کرتے ہیں، نیز امام مالکؒ کا اختلاف اور ان کی دلیل بھی لاتے ہیں۔

صاحبِ ہدایہ علی بن ابی بکر المرغینانیؒ کی "قال" سے مراد صاحبِ مختصر القدوری ہوتے ہیں۔(۳۳)

شروح وحواشی:

فقہاء حنفیہ نے اس کتاب ''الہدایۃ'' کی قدرو منزلت اور اہمیت شان کے باعث شروح وحواشی لکھے ہیں۔ کسی نے اس کی شرح لکھ کر، کسی نے اس کا اختصار کرکے، کسی نے اس پر تعلیق کے ذریعہ اور کسی نے اس کی احادیث کی تخریج وتحقیق کرکے اس کتاب کی خدمت انجام دی ہے۔ یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ "ہدایہ" کی شروحات شمار سے زائد ہیں،حاجی خلیفہ نے''کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون'' میں اس کی ساٹھ سے زیادہ شروحات وتعلیقات کا ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں پر '' الہدایہ'' کی چند شروحات ، تجارید اور تخاریج کا ذکر کرتے ہیں:-

(۱) النہایۃ: از ۔ شیخ حسام الدین حسین المعروف بہ الصغناقیؒ (۷۱۰ھ) ۔ امام سیوطیؒ نے ''طبقات النحاۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ ''ہدایہ'' کی اولین شرح ہے۔

(۲) حاشیہ ہدایہ: از۔ شیخ جلال الدین عمر بن محمدبن عمر الخبازی (۶۹۱ھ)

(۳)خلاصۃ النہایۃ فی فوائد الہدایۃ:از۔ جمال الدین محمود بن احمد القونویؒ (۷۷۰ھ) ،آپ نے مذکورہ شرح کا ایک جلد میں خلاصہ تحریر کیا ہے۔

(۴) الفوائد: از- حمید الدین علی بن محمد الضریر البخاریؒ (۶۶۷ھ) یہ دو جلدوں میں ہے- بعض حضرات کے خیال میں یہ ''ہدایہ'' کی پہلی شرح ہے-

(۵) معراج الدرایة الی شرح الہدایة:از- شیخ قوام الدین محمد بن محمدالبخاریؒ (۷۴۹ھ)

(۶) نہایة الکفایة فی درایة الہدایة: از- تاج الشریعة عمر بن صدرالشریعة الاوّل عبیداللہ -

(۷) الغایة:از- شیخ ابوالعباس احمد بن ابراہیم السروجیؒ (۷۱۰ھ) - یہ شرح ناتمام ہے، کتاب الایمان سے باب المرتد تک چھ ضخیم جلدوں میں ہے جس کا تکملہ قاضی سعدالدین محمد الدیریؒ نے لکھا ہے -

(۸) حواشی ہدایہ: از- نجم الدین ابوالظاہر اسحاق بن علی الحنفیؒ (۷۱۱ھ) دو جلدوں میں ہے-

(۹) شرح الہدایة: از- شہاب الدین احمد بن حسن المشہور بہ ابن الزرکشیؒ (۷۳۸ھ)-

(۱۰) غایة البیان ونادرة الأقران: از- شیخ قوام الدین امیر کاتب الاتقانی الحنفیؒ (۷۵۸ھ)

(۱۱) الکفایة شرح الہدایة: از- جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمیؒ

(۱۲) الکفایة شرح الہدایة: از- علاء الدین علی بن عثمان الماردینی المعروف بہ ابن الترکمانیؒ (۷۵۰ھ)

(۱۳) فتح القدیر للعاجز الفقیر: از- شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بہ ابن الہمام الحنفیؒ (۸۶۱ھ) ، یہ "ہدایہ'' کی مفصل مبسوط، معتمد اور بے مثال شرح ہے-

(۱۴) التوشیح: از - سراج الدین عمر بن اسحاق الہندیؒ (۷۷۳ھ)

(۱۵) شرح الہدایة: از- یہ بھی سراج الدینؒ کی شرح ہے، چھ جلدوں میں ہے-

(۱۶) العانیة: ؕاز- شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفیؒ (۷۸۶ھ)

(۱۷) شرح الہدایة: از- شیخ علاء الدین علی بن محمد بن حسن الخلاطیؒ (۷۰۸ ھ)

(۱۸) النہایة شرح الہدایة: از- قاضی بدرالدین محمود بن احمد العینیؒ(۸۵۵ھ)

(۱۹) نہایة النہایة: از - شیخ محب الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود المعروف بہ ابن الشحنة الحلبیؒ (۸۹۰ھ)یہ شرح فصل الغسل تک پانچ جلدوں میں ہے-

(۲۰) شرح الہدایة: از۔ شیخ ابوالمکارم احمد بن حسن التبریزی الجار بردیؒ الشافعیؒ(۷۴۶ھ)

(۲۱) شرح الہدایة: از۔ شمس الدین محمد بن عثمان بن الحریریؒ (۷۲۸ھ)

(۲۲) شرح الہدایة: از۔ شیخ احمد بن مصطفی المعروف بہ طاش کبریٰ زادہؒ (۹۶۸ھ)

(۲۳) شرح الہدایة: ازشیخ علی بن محمد المعروف بہ مصفکؒ (۸۷۵ھ) ، کتاب البیع تک ہے۔

(۲۴) شرح الہدایة: از۔ شیخ عبدالحلیم بن محمد المعروف بہ اخی زادہؒ (۱۰۱۳ھ)

(۲۵) ارشاد الدرایة فی شرح الہدایة: از۔ شیخ مصلح الدین مصطفی بن زکریا القرمانیؒ (۸۰۹ھ)

(۲۶) زبدة الدرایة شرح الہدایة: از۔ قاضی عبدالرحیم بن علی آلامدیؒ

(۲۷) شرح الہدایة: از۔ شیخ ابن عبدالحق ابراہیم بن علی الدمشقیؒ (۷۴۴ھ)

(۲۸) شرح الہدایة: از۔ تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر الحنفیؒ (۷۴۹ھ)

(۲۹) شرح الہدایة: از۔ سیّد شریف علی بن محمد الجرجانیؒ (۸۱۶ھ)

(۳۰) سلالة الہدایة: از۔ شیخ ابراہیم بن احمد الموصلیؒ ، مذکورہ شرح کا اختصار ہے۔

(۳۱) الدرایة شرح الہدایة: از۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن مبارک شاہ الملقب بہ معین الہرویؒ

(۳۲) شرح الہدایة: از۔ شیخ ابوبکر تقی الدین بن محمد الحصنیؒ (۸۲۹ھ)

(۳۳) شرح الہدایة: از۔ شیخ نجم الدین ابراہیم بن علی الطرسوسی الحنفیؒ (۷۵۸ھ)

(۳۴) شرح الہدایة: از۔ شیخ حمید الدین مخلص بہ ابن عبداللہ الہندی الدہلویؒ

(۳۵) شرح الہدایة: از۔ الہداد جونپوریؒ تلمیذ مولانا عبداللہ تلبینی

تجریدات الہدایۃ:

(۱) عدة أصحاب البداية والنہاية فی تجريد مسائل الہداية: ازشیخ کمال الدین محمد بن احمد الشہیربہ طاش کبری زادہ الحنفیؒ (۱۰۳۰ھ)

"ہدایہ'' میں جو مسائل ، دلائل کے ضمن میں مذکور ہیں ان سب کو دلائل سے مجرّد کرکے جمع ومرتب کیا ہے اور حسبِ ضرورت کہیں کہیں تشریح بھی کی ہے۔

(۲) الرعایة فی تجرید مسائل الہدایة: از ۔ شیخ ابوالملیح محمد بن عثمان المعروف بہ ابن الاقربؒ (۷۷۴ھ)

تخاریج احادیث الہدایۃ:

(۱) العنایة لمعرفة احادیث الہدایة: از۔ شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشیؒ (۷۷۵ھ)

(۲)نصب الرأیة لاحادیث الہدایة: از۔ شیخ جمال الدین عبداللّٰہ بن یوسف الزیلعیؒ (۷۶۲ھ)

(۳) الدرایة فی منتخب تخریج احادیث الہدایة: از۔شیخ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (۸۵۲ھ) یہ زیلعیؒ کی نصب الرأیۃ کا اختصار ہے۔

(۴)منیة الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایة للزیلعیؒ: از زین الدین قاسمبن قطلو بغاالحنفیؒ ،جن احادیث کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے ''لم اجدہ'' کہا تھا کہ مجھے یہ احادیث نہیں ملیں علامہ زین الدینؒ نے ان کی بھی تخریج اس میں کردی ہے۔(۳۴)

حاصل کلام یہ ہے کہ امام علی بن ابی بکر المرغینانیؒ کی یہ کتابِ مستطاب ''الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی'' فقہ کی ایسی جامع کتاب ہے کہ گو اس کی مختصر جلدوں میں علم الفقہ جیسے بحرِ ذخّار کا سمانا مشکل ہے، لیکن ذہن کی جس قدر ورزش اس کی عجیب وغریب سہل و متمتع عبارات سے ہوتی ہے، کسی اور کتاب سے نہیں ہوسکتی، درست سمت سوچنے اور دوسرے کے کلام کے صحیح مطلب کے سمجھنے کا جتنا عمدہ سلیقہ یہ کتاب پیدا کرستی ہے، عام کتابونمیں اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

إن الہدایۃ کالقرآن قد نسخت
ما صنّفوا قبلہا فی الشرع من کتب
فاحفظ قرأتہا والزم تلاوتہا
یسلم مقالک من زیغٍ ومن کذبٍ

(۱۰) تنویر الابصار وجامع البحار:

تعارفِ مصنّف:

آپ کا نام و نسب یہ ہے :محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل التُمرتاشی الغزیؒ، "تُمرتاش" کو میم کے ضمہ اور راء کے سکون کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے، خوارزم کے بلادمیں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

آپ اپنے زمانہ کے امامِ کبیر، فقیہ، قوی الحافظہ، کثیر الاطلاع اور یکتائے روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ ابتداء میں علوم کی تحصیل اپنے علاقہ ،"غزہ" کے شمس محمد مشرقی مفتی شافیہ اور دیگر اکابر سے کی ، پھر قاہرہ چلے گئے اور وہاں صاحبِ "البحرالرائق شارح کنزالدقائق ابوحنفیہ ثانی شیخ زین الدین ابن نجیم المصریؒ، امیر الدین بن عبدالعالی اور علی بن حنائیؒ سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ چنانچہ آپ نے علوم وفنون میں کامل دسترس حاصل کی اور امامِ کبیر اور مرجعِ ارباب فتاویٰ بنے۔

آپ نے بہت عجیب وغریب اور متقن کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے ایک "تنویر الابصار وجامع البحار' فقہ میں ہے، جس میں آپ نے نہایت تحقیق وتدقیق سے کام لیا اور اپنی متانت کے سبب شہرۂ آفاق ہوئی۔ اسی طرح آپ کی تصانیف میں "معین المفتی" "تحفۃ الأقران" نیز ا سکی شرح "مواہب الرحمن" "فتاویٰ مشہورہ" ابن الہمامؒ کی کتاب "زاد الفقیہ" کی شرح نیز "شرح کنز" ،"شرح وقایہ" ، "شرح وہبانیہ" "شرح یقول العبد" "شرح المنار" "شرح مختصر المنار" "رسالہ عصمت الانبیا، رسالہ کنائس، رسالہ مزارعت، رسالہ حرمت قراء ت خلف الامام، رسالہ تصوف، رسالہ صرف، شرح قطر وغیرہ شامل ہیں ،آپ کی وفات ۱۰۰۴ھ/۱۶۷۷ء کو ہوئی۔(۳۵)

تعارفِ کتاب:

آپ نے اپنی کتاب "تنویر الابصار" کی خود شرح لکھی اور اس کا نام "منح الغفار" رکھا، علماء کی ایک جماعت نے اس کی شروحات لکھی ہیں، جیسے مفتی شام علامہ علاء الدین محمد بن علی الحصنی المعروف بہ الحصکفیؒ (۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء) نے "الدرالمختار فی شرح تنویر الابصار" کے نام سے اور ملاحسین بن اسکندرؒ رومی نزیل دمشق، اور شیخ عبدالرزاق مدرس "مدسہ ناصریہ" نے بھی اس کتاب کی شروح رقم کی ہیں۔

نیز شیخ الاسلام محمد انکوری نے بھی اس پر چند مفید کتب لکھیں اور مصنفؒ کی شرح پر شیخ الاسلام خیرالدین الرملیؒ نے بھی چند حواشی تحریر کئے ہیں۔ (۳۶)

منہج واسلوب:

صاحبِ "کشف الظنون" لکھتے ہیں "جمع فیہ مسائل المتون المعتمدۃ عموماً لمن ابتلی بالقضاء والفتوی، وفرغ من تالفیہ فی محرم الحرام ۹۹۵ھ، ثم شرحہ فی مجلدین ضخمین، وسمّاہ منح الغفار"(۳۷)

"آپ نے اپنی اس کتاب میں ان لوگوں کے لیے متونِ معتمدہ کے مسائل جمع کردیئے ہیں جو قضاء وفتوی میں مبتلا ہوتے ہیں، آپ اپنی اس تالیف سے محرم

الحرام۹۹۵ھ کو فارغ ہوئے، پھر آپ نے خود اس کی شرح بھی منح الغفار نام سے دو جلدوں میں کی ہے" نیز ابن عابدین لکھتے ہیں "ھو فی الفقہ جلیل المقدار، جم الفائدۃ، دقق فی المسائل کل التدقیق، ورزق فیہ السعد، فاشتہر فی الآفاق،وھو من انفع کتبہ"(۳۸)

"یہ کتاب فقہ میں عظیم قدرومنزلت کی حامل ہے، کثیر الفوائد ہے، مصنفؒ نے مسائل کی خوب چھان پھٹک کی ہے اور اس میں اُنہیں سعادت نصیب ہوئی ہے، اس وجہ سے یہ کتاب شہرۂ آفاق ہوئی، یہ کتاب، آپ کی مفید ترین کتابوں میں سے ہے"۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) الکوثری،محمد زاہد بن الحسن، بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی، مصر، المکتبۃ الازہریۃ للتراث، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء ،ص۴

Al-Kauthari, Muhammad Zahid bin Al-hasan, Bulogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, Al-Maktabah al-Azhariyyah lil turath , Misr, 1418AH/1998, p4

(۲) ایضًا ص۶، ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہؒ، ابوعمر، النمری، القرطبی (م ۴۶۳ھ) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ،ص۱۷۴،ابن خلکان، احمد بن محمد، شمس الدین، ابوالعباس، البرمکی، الاربلی (م۶۸۱ھ) ،وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، بیروت ، دار صادر، ج ۴، ص۱۸۴ ۔

Ibn Abd al-Barr, Yousuf bin Abd Allah, Abu Umar, Al-Namari, al-Qurtabi, al-Intiqa fi Fazail al-thalathah al-aimmah al-Fuqaha, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Bairut, p174; Ibn Khallikan, Ahmad bn Muhammad, Shams al-din, Abu al-Abbas, al-Barmaki, Wafayat al-Ayan wa anba abna al-Zaman, Dar Sadir, Bairut, 4/184

(۳) الندوی، علی احمد، الدکتور، الامام محمد بن الحسن الشیبانی، نابغۃ الفقہ الاسلامی، دمشق، دارالقلم ، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء ، ص ۲۷۔

Al-Nadwi, Ali Ahmad, Al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani-Nabaghah al-Fiqh al-Islami, Dar Al-Qalam, Dimashq, Ed.1, 1414AH/1994, p 27

(۴) فقیر محمد جہلمی، مولوی، حدائق الحنفیہ ، کراچی، مکتبہ ربیعہ ، ص ۱۵۴۔

Faqir Muhammad Jehlami, Hadaiq al-Hanafiyyah, Maktabah Rabee'ah,Karachi, 154

(۵) بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی ، ص ۷،۸۔

Buloogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, p 7,8

(۶) ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہؒ، النمری، القرطبی (م ۴۶۳ھ) التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید، وزارۃ عموم الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ، طبع ۱۳۸۷ھ ج1، ص۸۳

Ibn Abd al-Barr, Yousuf bin Abd Allah, Abu Umar, Al-Namari, al-Qurtabi,Al-Tamheed lima fi al-Muwatta min al-maani wa al-Asaneed, Wizarah Umoom al-Awqaf wa al-Shuoon al-Islamiyyah, 1387AH, 1/83

(۷) بلوغ الامانی فی سیرة الامام محمد بن الحسن الشیبانی ، ص ۱۰،۹۔

Buloogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, p 9,10

(۸) ایضاً ص۱۸،۱۵۔ Ibid, 15, 18

(۹) ایضاً ص ۲۰ Ibid, 20

(۱۰) حسین بن علی بن محمد، ابوعبداللہ، الحنفی (م ۴۳۶ھ) اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، بیروت، عالم الکتب، طبع دوم، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، ص ۱۲۸۔

Hussain bin Ali bin Muhammad, Abu Abduallah , al-Hanafi, Akhbar abi Hanifah wa Ashabihi, Aalim al-Kutub, Bairut, Ed.2nd 1405AH/1985, p 128

(۱۱) بلوغ الامانی فی سیرة الامام محمد بن الحسن الشیبانی ، ص ۶۲۔ ص۶۸

Buloogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, p 62, 68

(۱۲) کاتب چلپی، مصطفی بن عبداللہ ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون،بیروت، داراحیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۵۶۷، ۵۶۸؛ابوزہرة، ابوحنیفۃ حیاتہ وعصرہ ،آراؤہ وفقہہ، دارالفکر العربی، طبع دوم،۱۳۶۹ھ/۱۹۴۷ء، ص ۲۳۸۔

Katib Chilpi, Mustafa bin Abdullah, Kash al-Zunoon, an Asami al-Kutub wa al-Funoon, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Bairut, 1/567; Abu Zuhrah, Abu Hanifah: Hayatuhu wa Asruhu, Aarauhu wa Fiqhuhu, Dar al-Fikr Arabi, Ed.2nd, 1369AH/1947, p238

(۱۳) کشف الظنون ،ص۵۶۷۔ص۵۷۰۔ Kash al-Zunoon, pp567, 570

(۱۴) ایضًا ص۵۶۱۔ Ibid, 561

(۱۵) ابوحنیفۃ ، حیاتہ وعصرہ ، ص ۲۴۰، ۲۴۱

Abu Hanifah: Hayatuhu wa Asruhu, pp240,241

(۱۶) ایضًا ص ۲۰۸، ۲۰۹۔ Ibid, 208, 209

(۱۷) بلوغ الامانی فی سیرة الامام محمد بن الحسن الشیبانی ص۶۲۔

Buloogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, p 62

(۱۸) کشف الظنون۔ ص۱۵۸۱۔ Kash al-Zunoon, pp 1581

(۱۹) الاصل لمحمد بن الحسن الشیبانی، ج ۱، ص ۱،۲

Muhammad bin Al-Hasan al-Shaibani, Al-Asl, 1/1,2

(۲۰) بلوغ الامانی فی سیرة الامام محمد بن الحسن الشیبانی، ص۶۳۔

Buloogh al-Amani fi seerah al-Imam Muhammad bin al-Hasan al-shaibani, p 63

(۲۱) حدائق الحنفیہ ص ۲۳۱۔

Hadaiq al-Hanafiyyah,p 231

(۲۲) ابن عابدین، محمد امین بن عمر، الدمشقی، ردالمحتار علی الدرالمختار، بیروت ، دارالفکر، طبع دوم، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، ج۱، ص۶۹۔

Ibn Abideen, Muhammad Ameen bin Umar , al-Dimashqi, Radd al-Muhtar ala al-Durr al-Mukhtar, Dar al-Fikr Bairut, Ed.2nd 1412Ah/1992,1/69

(۲۳) ابوحنیفۃ، حیاتہ وعصرہ لابی زہرۃ، ص ۲۴۵۔ Abu Hanifah: Hayatuhu wa Asruhu, p 245

(۲۴) حدائق الحنفیہ ص ۲۵۶۔ Hadaiq al-Hanafiyyah,p 256

(۲۵) ایضًا Ibid

(۲۶) ایضاً، ص ۳۵۷۔ Ibid, 357

(۲۷) طاش کبری زادہ،احمد بن مصطفی بن خلیل، ابوالخیر (م ۹۶۸ھ)، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فیموضوعات العلوم، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ج ۲، ص ۲۷۳،۲۷۴۔

Tash Kubra Zadah, Ahmad bin Mustafa bin Kalil Abu al-Khair, Miftah al-S'adah wa Misbah al-Siyadah fi Mozoaat al-Uloom, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Bairut, 2/273, 274

(۲۸) ایضاً ، ص ۲۳۸۔ Ibid 238

(۲۹) حدائق الحنفیہ ص۲۵۹۔ Hadaiq al-Hanafiyyah,p 259

(۳۰) الزرکلی، خیرالدین بن محمود، الدمشقی (م ۱۳۹۶ھ) ، الاعلام، دارالعلم للملایین، ۲۰۰۲ء، ج ۴،ص۲۶۶۔

Al-Zirkali, Khair al-Din bin Mehmood, al-Dimashqi, Al-I'lam, Dar al-Ilm lil Malaiyyeen, 2002, 4/266

(۳۱) احدائق الحنفیہ ص ۲۶۰ Hadaiq al-Hanafiyyah,p 260

(۳۲) ایضاً Ibid

(۳۳) کشف الظنون، ج۲، ص ۲۰۳۱۔ص۲۰۴۰۔ Kash al-Zunoon, 2/2031, 2040

(۳۴) ایضًا۔ Ibid

(۳۵) حدائق الحنفیہ ص ۴۱۷، ۴۱۸۔ Hadaiq al-Hanafiyyah,p 417, 418

(۳۶) ایضًا ص ۴۱۸۔ Ibid،418

(۳۷) کشف الظنون ، ج ۱، ص ۵۰۱۔ Kash al-Zunoon,1/501

(۳۸) ردالمحتار علی الدرالمختار لابن عابدین، ج ۱، ص ۱۹

Radd al-Muhtar ala al-Durr al-Mukhtar, 1/19